رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERD No. A.783



اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ کا عطر حنا خاص ترکیب سے بنتا ہے

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈماسٹر یا پرنسپل صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ ڈاک کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپکے حسب طلب یا مذاق کے موافق معلوم ہوں تو تین ہفتہ کے اندر تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ [illegible]۔ ہندوستان کا ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر تہی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ پانچ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلاقیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) ہم تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں کہاں گم ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب ملا آگیا تو فبہا ورنہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کیجاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شائع نہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہو فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈروں میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

• لطف حیات کے استعمال کا بہترین زمانہ موسم سرما ہے مفصل اشتہار صفحہ ۲ و ۳ کے درمیان پشتی پر ملاحظہ ہو

جلد ۱۳ نمبر ۱۲

مضامین

۱۳، مارچ ۱۹۲۸ء

نگارستان

(نمبر ۱)

"رقاصہ"

وہی مثل ہے ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا۔ حضرت مضمون نگار کی "جدت طرازی" کا بھاؤ اور "حقیقی علم و فضل" کی گت ہے۔ ایسے ایسے اوپل نکتے لگائے ہیں کہ پروفیسر نبڈ ادیب اور کالا آنجہانی ہوتے تو اپنی "زرت ادھیا" اور "بھاؤ اد ھیا" بھول جاتے۔ والی تنک اپنی ترکیبوں پر دم زدہ ترکیب لیتیں۔ کو ٹھے لگیں اور گت اکڑ کرے۔ وہ گت ناچ ہے جس نے بزم ادب میں بڑا رنگ جما دیا۔ اور نیاز نے ایک خاص کرتی تھی کا ناچ کیا تھا یا "ت تھئی تھئی تھئی ت تھئی تھئی تھئی ت تھئی تھا اور کرتا تھا تھئی تھئی کرات ت تھئی تھئی۔ جیٹ دھنی ترکٹ دھا۔ تیک دھیر دھا۔ تیک دھیر دھا۔ دھا دھڑکٹ نیاز دی دھگر کر دھا زی"! چیک بھانڈ گرازی پینگ دھیر دھا۔ تیک دھیر دھا۔ تیک دھیر دھا۔ قسم ہے کی جان اور زندگی کے بے وقت کی مضمون اس قابل ہے کہ ہر درسگاہ میں پڑھا اور پڑھایا جائے۔ جتنے مولانا مقاصد ہیں نہ جوں نیا اور سب اسے دیکھیں اور پڑھیں تمام دنیا کے علمائے اخلاق و حکمت زندگی کے بھیدوں سے مستفید ہوں اور ہر ایک کو وصیت کر جائیں کہ قبر میں یکھ تکبیر ہی کو دکھا کے رجا نیچے۔ اس مضمون میں "علم الرقص المقاصی" کے اسرار اور اصطلاحات اسکی اسی انعد دکھائے گئے ہیں۔ حضرت یہ معمولی بات نہیں خاندانی کنچنیاں اور کتھک انھیں دیکھ کے سرنگوں نیاز جھکاتے ہیں۔ کان پکڑتے اور خاک چاٹتے سمجھا کہ یہ نرت اور بھاؤ ان میں بھی کچھ ہے سو سمجھے یہ سمجھ بڑوں کی بڑی بات ہے۔ "نگاہ تقدس پاش ماغ تشخم زدہ خیال عرفان فروش" ہر ایک کا حصہ نہیں ہے

.... بورنہ بہر سو شتاب

دیدۂ بینا طلب جلوہ نگہ پر درست

ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:-

"اے رقاصہ تو اپنا سیرا خیمہ اور رقص کر مجھ منع نہیں کرتا مگر مجھے اپنی محفل سے اٹھ جانے دے کیونکہ میں تیرے رقص کی برداشت نہیں کر سکتا۔ میری طبیعت بگڑتی ہے۔ اے مغنیہ گا میں نہیں سنتا مگر خدا کے لیے مجھے اپنی بزم سے چلا جانے دے کیونکہ تیری موسیقی کا وہ ٹہنی نہیں۔ میرا دل جانتا ہے ہوا جاتا ہے لیکن اے رقاصہ و مغنیہ ہم تو کیا داخل ہوا!"

فقرہ متذکرہ بالا میں ایک جدت طرازی یہ ہے کہ "اپنا ناچ" ناچنے کی فرمائش ہے۔ ایک تھے پنجابی قاضی بیچارے کا تکیہ کلام تھا جو ہے سو ہے۔ نکاح پڑھانے بیٹھے تو دولھا سے کہنے لگے کہو "آمنت باللہ جو ہے سو ہے۔ وملئکتہ جو ہے سو ہے۔ وکتبہ۔ جو ہے سو ہے۔ ورسلہ جو ہے سو ہے" دولھا غریب جاہل یہ سمجھا کہ "جو ہے سو ہے" بھی عبارت ہے کہنے لگا "آمنت باللہ جو ہے سو ہے۔ وملئکتہ جو ہے سو ہے" قاضی صاحب جھلا کے فرمانے لگے۔ "آمنت باللہ جو ہے سو ہے نہیں" دولھا نے کہا "آمنت باللہ جو ہے سو ہے نہیں" اب تو قاضی صاحب مارے غصے کے لال ہوگئے کہا۔ "میں جو کہوں جو ہے سو ہے تو نہ کہہ جو ہے سو ہے اور بے ترتیب دی مار تو اپنی آمین ایک میری نہ ماننگ"

منشی جدت طراز یا بدعت نیاز صاحب بھی رقاصہ سے فرماتے ہیں "اپنا رقص کر" دوسری جدت طرازی "اے رقاصہ و مغنیہ ہم" کا ٹکڑا ہے ہم کے معنی ہیں "بھی" یعنی اس رقاصہ کو مغنیہ ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ ہم لوگ جاہل ہیں اس فن کی جدت طرازی پر قادر نہیں۔ اس "ہم" کے استعمال کی قدر کوئی اہل فضل ہی جان سکتا ہے "دل کو پایا ہم جانی۔ مرغ کی بریانی گھیر نیاد۔" خدا کرے کہ یہ جدت طرازی مقبول انام ہو جیسا جدت طرازی۔ تو کیا ناتی ہے! یہی محل ہے۔ اہل زبان کہتا تو یوں اگر ترکیب ماننے والی ہے۔ یا تو کیوں سننے گی؟ حقیقی علم و فضل یہ ہے کہ "اپنا رقص" کے ساتھ "اپنی محفل" اور "اپنی بزم" کا کمال جو ہے سو ہے جو دیا ایک اپنا اور اپنی میں ہوئی طاقت عورت میرے کا کہ منع کرتے ہے کہ طبیعت بگڑتی ہے۔ میں برداشت نہیں کر سکتا میرا دل بے چین ہوا جاتا ہے گر تو انھوں نے ایک نہ سنی بچاتی پر ہونگ دیتے رہے دیدوں کی صفائی دیکھیے کہ دو بھی اور ایک اچھا تو یہی معروف رقص و تماشائے رقص بکر کرتے رہے گردنوں کے ٹھوسے اور کالیاں خشبش میں ہیں جانتے ہیں کہ میں چلا جاؤں تو مجھے روکنے کی زحمت کسی کو نہیں گوارا تھیں۔

چار سطر کی عبارت میں اتنی خوبیاں ہیں۔ آگے بڑھیے تو اور زیادہ وصاف دکھائی دیں واہ! کیا تماش خراش ہے کیا لہجہ ہے کیا الفاظ ہیں۔

"جب تو اپنا ساتھی میں ڈھلا ہوا جسم لچکاتی اور کشیدہ قامتی اور اپنی قد آدم تصویر کی تمثال کرتے کہ محفل میں کھڑی ہو جاتی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ اس رقاصہ کی رنگینی۔ اس معروض قامت اس قیامت بند ہاؤ کو نہ دیکھوں مگر دیکھتا ہوں اور کو ہتا ہوں۔"

یہاں بھی "اپنے" اور "اپنی" کا بر خود دارا موجود ہے رقاصہ کہ پتلی اپنے ہی سانچے میں ڈھلی ہے یعنی خود ہی اپنا سانچا ہے۔ پیکر کھڑی ہو جاتی ہے۔ میں بھی ایک لطیف اشارہ ہے۔ غالباً رقاصہ کوئی ڈولتی ہے اور بیچ ہونے کا بھاؤ بتا رہی ہے۔ وہ آپ اپنے سانچے میں ڈھلا ہوا مجسمہ کر کھڑی ہوتی مگر یہ بڑا کاشانی پر وہ آلو زمیم کی طرح کا نپنے لگا۔

ئے جب تو اپنی آواز میں ایک دار و کا بیجاب کی

کا رسالہ حافظ سید محمد رفیع ... کی ترقی کا باعث صرف دیانت داری و خوش معاملگی ہے۔

ایک سنترم نشیب پیدا کرکے اپنے نغمہ کو بہت عمل ملا
کی سب سے پنہاں رگ میں ڈبونی چاہتی ہے تو میں
چاہتا ہوں کہ اس سے ۔ ۔ بے پناہ کی لذت حاصل
کان بند کر لوں لیکن ایسا نہیں کر سکتا سنتا ہوں
اور سنتا ہوں؛

اسے کیا بیماری ہے خود پوچھا مجھے پڑھا ہوا مبتلا
نے کے مطلوبی ہوا سے پچھلی کی داد طلب کرے وہ مرد ہو
ست ہے؟

خیال رہے کہ سنترم کے وروں اصلیہ ر ج م
میں وہ علت آواز میں پیدا ہوتی ہے کس طرح؟
وہ یہی نشیب پیدا کرے اور کس طرح! رسم ہی
میں اس صورت کو کہتے ہیں جو سننے کے بعد دیکھا جاتا
کی بیماری میں مبتلا ہو جائے۔ باپ استقلال کا اقتضا
ہے طلب" لہذا حالت ضرور طالب رحم ہوگی تو اس
کا ایک نشیب ناکارہ ہو گیا تو وہ سرا نشیب عمق
دل سے پرسیت تقاضا ہی بے لیس مانگنے لگی۔ اس میں
خرابی کیا ہے۔ نصیب تھا نشیب عمق اسی پر غیب گیا۔
کوئی فکر نہیں ہیں کرے ترکیا ہوتا ہے۔ سب سے
پنہاں رگ۔ اس واسطے ہلاکت سے بجلا کان ہیں سکتی

پھر آپ جانتے ہیں کہ سلسلہ بے پناہ صبیب عمق عمل
میں ڈوب گئی ۔ ۔ کانوں میں انگلیاں رہنے سے کوئی
فائدہ نہیں۔ مجبور تڑپ کی آواز نہیں سنتا مگر اپنے
اندرونی اعضاء کی گھڑکھڑاہٹ کی آواز خوب سنتا ہے
چنانچہ سننے والے نے کان بند کرنے کا ارادہ کیا پھر فضول
سمجھ کے ترک کر دیا۔ ۔ ۔ اور سنتا گیا سنتا گیا
دستان نیچے نشیبی سروں کی بے پناہ مار سے بچانے
کان بھی بند کرواتے ہیں تاکہ یہی حقیقت یہ ہے کہ
حقیقی عالم رقاصی نے حق علم وصل ان سطور میں ہی ۔ ۔
ادا کر دیا لیکن اسے رقاصہ کہیں آشنا نہ ہو جاتا۔ ابھی
میں تیزی محفل میں بار بار آتا ہے۔ تو ۔ ۔ ۔ سے جا
اپنا بہانے جا۔ ۔ اپنی بے ثمری اڑائے جا اپنی
بزم کی ۔ ۔ سڑائے جا اور مرد کی جان کھائے جا۔ ۔
۔ ۔ ۔ باقی آئندہ۔

مضمون ہذا کا نتیجہ مشت۔ مرکات رقص سے
متعلق ہے۔ اصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلی بیٹے سے

فن جناب عالم رقاصی جنت ۔ ۔ ۔

صاحب کی لکھی ہوئی چیز کیا ہے حضرت سنترم کی
رقص کے بارے میں خاصا کمال ہم پہنچایا ہے
این سعادت بزور بازو نیست
جادو نشیب سنترم
عبارت مذکورہ میں اور بھی کئی اعتراض ہیں خصوصیت
کا لفظ بصورت "رنگت" وغیرہ مگر ہم ضعیف گری کے
الزام سے بچنے کے لیے ان سے تعرض نہیں کرتے۔ ۔ ۔
ہو کہ ناچ بہانا الا ہونا اور ادا کی تعریف میں درج
بیان کر کے پھر رقاصہ کی ستانا ماؤں کا غلط ہے
اندرونی و بیرونی اعضاء کو بنا لینا اور محفل پر غلطی
ہو جانا بھی عبرت کے لیے بہت ہے۔
اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ لوگ ناچ رنگ کی
صحبت سے اپنے بچوں کو بچاتے تھے کہ مبادا انہیں
ناچ کی کا مرض نہ ہو جائے۔ اب یہی ہمارے شرفا کے
بعض شرفاء جگیلے ہونے لگے اور اپنے بچوں کے
ساتھ ناچ کی محفل میں بیٹھے خود غرضی سے کی
وہ بیان کی فرمائش کرتے ہیں کہ ناچ کی غرض وغایت

رقص نسبت دکھانے وجہ کے (نمونہ عام)

بعدالت ۔ ۔ ۔ صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ مقدمہ نمبر ۱۲۰ سنہ ۔ ۔
چیت رام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
بنام
مگر ہیر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
بنام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ضلع ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
غیر حاضری میں سماعت کی جائے گی۔
آج بتاریخ ۔ ۔ ۔ میرے دستخط اور مہر عدالت سے
جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم ۔ ۔ ۔
مہر عدالت

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بجے تک

ایجاب نازی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
قرآن کا بھائی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
سے ادنیٰ خام سرائی اور کچھ نہیں تو ذریعہ ۔ ۔
سرگروہ بھلوانے والے گناہ پر آمادہ ہو جاتا ہے
دیکھنے والے کی آنکھیں ان اعضاء پر جمی ہیں۔ اگر
ناچ کی محفل میں لڑکے میرے ساتھ ہوں ۔ ۔ ۔
ووٹروں کا ۔ ۔ ۔ ایک ہی نقطہ پر ہوگا۔ ایک ہی شے
ہوگی جس پر ایک نظر جانا ۔ ۔ رنگ ۔ ۔
۔ ۔ ناچ کا ہے کہ جواز نامے قرات کا ۔ ۔
اب وہ زمانہ ہے کہ ایک علامہ کا فتوی عرض
پر ۔ ۔ کی رقاصہ کا ناچ دکھا کے چھوٹے بڑے بچے
پیدا کر کے ۔ ۔ اخلاق کا سبق دینے میں ذرا بھی شرم نہ
کیجیے۔

مضمون زیر بحث میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
ہونے ارز ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
تھے ۔ ۔ ۔ کرنے ۔ ۔ تڑپنے کی اور ۔ ۔
گھر ۔ ۔ بچے بیوہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
رہ گئی کہ دیکھے ۔ ۔ ۔ کیسا ایسا تو کہ
۔ ۔ ۔ ۔ کو تیری ان حرکتوں سے تمام
جانا ہے ۔ ماشاء اللہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہے تیل کھلی ۔ ۔ ۔



کہاں سے لاؤں گا۔

غلط ہے کہ اطبا یونانی قدیم کے ذخیرہ میں دوا ان کے وقت گذشت میں وہ نسخے ہیں کا استعمال ہوا ہے نسخوں کے ساتھ کرتے ہیں مگر لوگ گئے زمانہ ہی گزر گئی ہو گئیں جالا ہم اہل خانوں کے استعمال کئے جن تک محدود ہے نئی کتاب نصیحت نامہ کی ہم نے تیار نہیں کی ہیں خلاف دواخانہ کا فرض ہے لہذا ہم یہی اختیار پر اکتفا کرتے ہیں۔ آئندہ اس مضمون کے اول ملاقات سے بحث کریں گے

ماخذ

کمیل ہوا

پرواز دماغی

ماشاءاللہ حضرت انسان بھی عجیب چیز ہیں خدا نے بزرگ زندگی بسر کرنے کے سامان مہیا کر دیے ہیں۔ سہانی صحت حاصل ہے۔ حکومت حاصل ہے عزت حاصل ہے۔ دولت اور روپے سلطنت اور سچے دوست ہیں ان سامانوں کے ہوتے ہوئے اگر کوئی بے وقت فرصت کے اوقات میں یونہی بیٹھے کہ پہلے انڈا پیدا ہوا کہ مرغی۔ یہی پیدا ہوا کہ درخت تو یقیناً پاگل ہے کیا سنی کہ وہ علم ہائے کے درپے ہے جو فرشتوں کو بھی میسر نہیں۔

سر الیور لاج صاحب بھی اسی جھگڑے کے پیچھے ہیں انہیں فکر ہے کہ روح ایک جوہر ہے اس کا اتصال مادہ کے ساتھ کیونکر ہوتا ہے یہ کس طرح اپنی لطافت کا لحاظ پاس کئے بغیر ایک گھٹنے گندے کثیف تاریک جسم میں پہنچ جاتی ہے۔ اسے حضرت یہ گتھی بڑے بڑوں کے سلجھائے نہ سلجھی خود پیغمبروں نے اپنے خالق سے التجا کی کہ ذرا مردہ زندہ کر کے دکھا دے یہ تماشا دیکھ کے ہمارے دل کو ڈھارس ہو گی۔ اے اسرافیل نصیبین ہو ہیں [illegible] کے بھاگ جائیں؟ اگر وہ اس سوسے میں کوئی سا گیا؟ گر پیغمبروں کا دل مضبوط ہوتا ہے انہوں نے مردہ جی اٹھتے دیکھا اپنے پروردگار کا معجزہ کیا اسکی قدرت کی لطف والی ہیں۔ معلوم ہوئی لیکن اتصال روح و مادہ کا بھید پھر بھی نہ جان سکے سر الیور لاج خود بھی لطیف روح اور کثیف جسم کا مجموعہ ہیں جب تک ایک دفعہ روح کا طوطا جسم کے پنجرے سے نکل نہ جائے انہیں اتنی بھی خبر نہیں ہو سکتی کہ روح و جسم کا تال میل ہے بھی یا نہیں۔ آخر مادیین اور نیچری بھی تو اسی دھن میں لگے ہوئے تھے۔ غرض کیا اور بہت غور سے گئے مگر ادھر کیا لگا ندامت کے منہ کو جہالت کی کوڑی پائی آخر ہار کر اس بات پر جم بیٹھے کہ روح کوئی شے جسم سے علیحدہ نہیں ہے بلکہ جس طرح کھاری اور ترش چیز کی آمیزش سے جھاگ پیدا ہوتا ہے انہیں سے آواز نکلتے ہی بلبلے اٹھتے ہیں اسی طرح ذرات و عناصر کی ترکیب کسی خاص انداز و ترتیب سے ایک چیز بنا دیتی ہے جس کا نام روح رکھ لیا ہے۔ بھئی واہ! کیا دور کی کوڑی لائے جاتے ہو کہ روح چیز ہی نہیں جیسے کوئی چٹکی میں بند کر کے دکھا دے گا۔ لاؤ انکار کر جاؤ۔ جو لوگ روح کے قائل ہیں بیچارے ست پٹا کے رہ جائیں گے پھر بتا دینی گی۔ ایک طرف تو انکار ہے انکار ہے دوسری جانب روح کے طرفدار ہیں انہوں نے روحوں سے روزانہ ملاقات کرنے کا ڈھونگ نکالا۔ آج اسکی روح پکڑ بلائی کل اسکی۔ میزیں اچھلتی ہیں ستاریں بجتی ہیں آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ یہ شعبدہ اسرار ہیں روح کے منکر لاکھ اصرار کرتے ہیں کہ بھائیو ان لوگوں کے دماغ میں خلل ہے اور جو کچھ تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ بھی وہم ہے اپنی قسمت پہ کھل کھیلو ورنہ پاگل خانے کی ہوا کھانی پڑے گی مگر کون سنتا ہے بڑی بڑی دور بین روح سے آنکھ مچولی کھیلنے کی لگی ہوئی ہیں۔ خدا کے فضل سے کام اچھا چل رہا ہے۔

سر الیور لاج ایک ایسے مقام کے رہنے والے ہیں جہاں انکار حقائق کی آندھی زور شور سے

اطلاع نامہ بنام مدعا علیہ [illegible] دولی

[illegible]

بنام

[illegible]

سمن بغرض قرار داد امور تنقیح طلب

مقدمہ نمبر ۳۰ سنہ ۱۹۲۰ء

[illegible]

بنام

[illegible]

اگر آپ کو حقہ کا شوق ہے تو بہترین تمباکو کشمیری کارخانہ حافظ سیتا محمد [illegible] تاجر [illegible] سے طلب فرما کر لطف اٹھائیے

چل چکی اور دونوں ملتی رہیں۔ ماں سے انکار
باپ سے انکار، یہ سب سے انکار نہیں ہے انکار
فکر ہے کہ انکے انکاری دماغ میں جو بات سمائی
کہ روح موجود ہے اور وہ جسم سے علیحدہ ہونے کے
بعد بھی ایک صورت و وضع رکھتی ہے یعنی انسان
کی دو شکلیں ہوتی ہیں ایک روحانی شکل اور ایک
عنصری شکل۔ روحانی شکل اور عنصری شکل میں کوئی
بڑا فرق نہیں صرف لطافت اور کثافت کا فرق
ہے اس روحانی شکل میں بھی ویسے ہی اعضا اور
جوارح ہوتے ہیں جیسے کہ عنصری شکل میں پائے
جاتے ہیں۔ آنکھ ناک کان ہاتھ پاؤں غرض ذرا ذرا سی
کسی چیز کی کمی نہیں روحانی شکل کا نام انگریزوں نے
ایسٹرل باڈی۔ یعنی ایتھر سے بنی ہوئی تصویر رکھا ہے
ہمارے ہاں دونوں شکلوں کو جسم سے تعبیر کرتے ہیں
اچھا صاحب جسم ہی سہی مگر یہ مسئلہ نیا نہیں ہے
نہ خود حضرت کے دل سے نکلا ہے آج سے ہزاروں
برس پہلے کتب اسکی توضیح کر چکی ہیں۔

موت کے تذکرہ سے ہی گھبراتا ہے یہ اپنی صاحب
ایک نہ ایک روز آکے ٹیلیفون پر باتیں کی ابھی سے
انہیں کون یاد کرے۔ مگر کیا کیجئے کہ اس پیکر ایتھری
کا تعلق زیادہ تر ایک عالم سے ہے یعنی جسم عنصری
سے پیکر ایتھری کا دوامی قطع تعلق ہی موت کا نام
مرسوم ہے۔ قطع تعلق کی شکل یعنی اسیرسل تو
روزمرہ ہوا کرتی ہے۔ پلک جھپکی اور پہنچے کہاں؟
قلب شمالی۔ کہاں سے؟ یہی لکھنؤ والی چارپائی کے
ایک کثیف پھرستان سے۔ کیا تھا یہی سکت
کہ یکایک اتنی جلدی قطع ہوئی؟ ہم کیا جانیں ہم تو
اپنے پلنگ پر پڑے ہوئے اونگھ رہے ہیں۔ خرخر
خش خش کی البتہ آوازیں پاس بیٹھنے والے
سن کر تھک گئے ہیں۔ آخر انہوں نے زور سے پلنگ میں
ایک ٹھوکر لگائی اور ادھر ہم ادھر ہم پھر
پلنگ پر پہنچ گئے نہ قلب شمالی تھا نہ پھرستان
تو کیا یہ سب سامان ہمارے خیالات نے
بنا دیا تھا۔ یہ وہم ہے یا حقیقت ہے؟
حضرت انکار نے فراق کرتے ہیں کہ حقیقت

حواس میں صورت کسی شے کی چھپی ہوئی یا الگ
ہوئی نہیں ہوتی۔ بلا کوئی بھی ہوئی یا چھپی ہوئی
صورت بھی کہیں داخل ہوتی ہے؟ جو ایسا ہوتا
تو پھر ہم کبھی کوئی بات نہ بھولتے۔ اتنا ہی دور نہ
سوچئے وقت نماز میں اور آیۃ الکرسی پڑھنے کے عادی
بالخصوص ہیں دونوں چیزیں انہیں برزبان یاد ہیں
انہیں یقین ہے کہ بھولنے کا ان دونوں کا پورا ہو
وہ پرچہ سے کھرا رہتا ہے۔ کل اتفاق سے بڑا
سا سامنے سانپ نکلا اور اسکی زیر پائی کے
پاس کنڈلی مار کے بیٹھ رہا۔ بس دیکھتے ہی گھگھی
بندھ گئی ہزار ہزار یاد کرتی ہیں نہ نماز یاد آتی
ہے نہ آیۃ الکرسی زبان کی کرسی پر آکے بیٹھتی
ہے۔ اگرچہ دونوں دل پر چھپی لکھی ہوئی ہیں تو
ذرا نہیں خوف کا پاپ بھی انہیں بھلا نہ سکا
بیچاری نے ذہن کا ہر ایک گوشہ ہر ایک کونا
ڈھونڈھا مگر کوئی بھی چیز نہ ملنا تھی نہ ملی۔
جھک مارتا ہے جو کہتا ہے ؎

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

وا واہ خوب یاد آیا آئینہ میں جو شکل دکھائی دیتی ہے
وہ بھی منقوش نہیں ہوتی وہ بھی چیز کے سامنے
سے ہٹتے ہی پٹ جاتی ہے خیر مجھے اس کو اور
دیکھنے کہ جب اپنا خواب عالم رویا میں قلب شمالی
کی سیر کر رہے تھے تو ہم نے دیکھا تھا کہ ایک شیر نے
ہم پر حملہ کیا ہم خیر ایک غار میں تھا سے آنکھوں
نے دیکھا قوت متخیلہ نے ایک چیر پھاڑ کرنے والے
جانور کا ادراک کیا قوت حافظہ نے انکی صورت
ہم سے کھل اس یاد والے کا ذکر نہ کی کیونکہ
شئی قوت متخیلہ نے یہ سب کچھ دکھایا۔ واہ جناب
کہ بیداری کی حالت میں کیا ہوتا ہے؟ یہی یا
اور کچھ۔ ظاہری حواس بھی اپنا کام کرتے ہیں
باطنی حواس بھی۔ خیالی قوتیں قوت متخیلہ ہی کچھ
کرتب نہیں دکھا رہی تھی۔ جاگنا اور سونا دونوں
حقیقی ہیں قرآن حالتوں میں جو واقعات گزرتے
ہیں ان کا حقیقی ہونا بھی ضروری ہے۔ یہ دونوں

حالتیں حضرت انسان ہی پر طاری ہوتی ہیں۔
جیسے کہ حقیقی اور دوسری کو بیکار خیال قرار دینا کوئی کلیہ
وجہ نہیں۔ بنا بریں ہمارے لئے کوئی چارہ باقی
نہیں رہتا بجز اسکے کہ ہم ذرا ... جسم والے بھی
بیٹے ہیں اور مان لیں کہ ہم دو جسموں سے مرکب ہیں۔
خواب کی حالت میں ایک جسم عنصری جسم مادی اور پر
جدا ہو جاتا ہے اس جسم کا نام پیکر ایتھری ہے
یا جسم مثالی بزبان اہل حکمت (عربی) یا جسم اثیری
اپنی لطافت کی وجہ سے جسم عنصری پر غالب ہے
اسکے خواص عجیب ہیں۔ مگر ہم اس محل پر اسکی
تفصیل نہ کریں گے پھر کبھی دیکھا جائے گا۔

سر الیور لاج کے پاس [illegible] خود حرکت آلہ
کا موجود نہیں جو ہمارے پاس ہے ورنہ انہیں
علم ہوتا کہ موت در حقیقت ایک ترقی کا نام ہے
جو شکل عنصری زندگی میں اس ترقی سے کتراتی
رہتی ہے اسکی روح مضطرب رہتی ہے وہ گویا
نسیم جاودانی کی لذت سے دور بھاگتا ہے گویا
امکان میں نہیں اس پیکر لطیف کا دوامی انفصال
پیکر کثیف سے ضرور ایک دن ہوگا۔ اسے ترقی
روانی کا دن کہنا چاہیے مرحوم انشاء اللہ خاں
کہتے ہیں ؎

[illegible]

میں دو جسم کے ... تعمیل اجسام نو حال
ہے گر یکے ... خود ہی اپنے قبر بیات کی بزم میں
خواب دیکھتے ہیں کیا معنی کہ اس عالم سے وہ
مسئلہ جذب و انجذاب کسی ...
کی تکلیف کرتے ہیں۔ ان دونوں کی کیفیت باوجود
صاحب یکجا ہونے کے متفاوت ایک لطیف دوسرا
کثیف ہے ایک محل ہے دوسرا محل ہے کہ
میں لطافت پیدا ہوتی ہے۔ ... کے نزول
میں جو ابھری ہوتی ہے۔ آئینہ میں سے ہو کر
نکلتا ہے پر آخر کہاں تھا یہی تو جسم کہلاتا ہے۔
آخر متخیلہ ... کس ملک میں بستی ہیں کیا



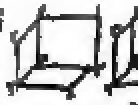
رخصتی تحفہ

غلامانِ خاص:- اے سائمن صاحب تم تو جاتے ہو ہمیں کیا دے چلے؟

سر سائمن:- لو یہ گا بجے کی کل مرکر اور سو رہو۔ بالفعل تو یہی ہے آئندہ دیکھا جائے گا۔

گوٹے زردوزی کے خوشنما ہار کارخانہ حافظ سیٹھ محمد رفیع تاجر گوٹہ و سرکہ صحبتیا باغ لکھنؤ سے طلب کیجیے۔

ذہن میں؟ واہ اتنا بڑا جالب پہاڑ اور ننھے سے
ذہن میں گھس گیا۔ تو پھر آسمان میں سوراخ ہو گئی!
مگر اسی حالت میں لازم ہے کہ صاحب حس سلیم کو
نظر آئیں اس کو مسدوم کر نہیں سکتے وہ تو ایک
شکل و وضع رکھتی ہیں اُن میں ایک کی دوسرے
سے تمیز کی جا سکتی ہے مگر حس میں معقول نہیں۔
ان صورتوں میں یہ کلیہ ہرگز منطبق نہیں ہوتا
کہ اگر ایک جسم دوسرے جسم میں داخل ہو تو جگہ زیادہ
گھر جائے گی۔



اور یہ معلوم ہوا کہ لطیف جسم میں ان میں سے ایک کا
ہر گوشہ دوسرے کے گوشے میں پیوست ہونے پر
وہی جگہ گھیرے گا مگر جب ایک کثیف ہے اور دوسرا
لطیف ایک حال ہے دوسرا محل تو ایک کا دوسرے
میں حلول ہونا اور زیادہ جگہ نہ لینا اسی طرح
ممکن ہے جس طرح پانی میں شکر گھل جاتی ہے
اور پانی کا حجم بجائے خود نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔
سوالیہ روح کے دماغ میں۔ اور میں کی بناوٹی
ہوئی فلسفات کی کانفرنس۔ ہے اس نظام خاص
کے تحت ہوئی ہے اس وجہ سے وہ چاہتے ہیں کہ
جسم اثیری کا جسم عنصری میں داخلہ اپنی آنکھوں
سے دیکھ لیں۔ جیسا الیہ روح! مادیین
کی تیار کی ہوئی پینچ کی عینک سے یہ کھیل سمجھ میں آ
نہ سکا اسکے مشاہدہ کے واسطے ستر ہزار عینکیں
درکار ہیں یا اُن گوشہ نشین خاصان خدا کی
تعلیم میں کہ بارے میں کہا گیا ہے:-

ابداننا ارواحنا وارواحنا بالمحل الاعلیٰ

جن ارواح کا تعلق اُس کارخانے سے ہے جہاں
کل اعلیٰ و مقدس سے سروکار نہیں رکھتا اور
جس میں بے شکل و شبیہ ذات خود کو جیسی
شکل اختیار کرنا چاہتے ہیں اختیار کر لیتے ہیں
کسی سے پوچھتے کچھ نہیں۔ جنکی تالیف و ترتیب
کے واسطے کسی جسم کا دو رنگ یا منظر کی ضرورت
نہیں وہ یہ کھیل بھلا کیونکر دیکھیں اپنا ہی کھیل

اُس سری علت کا پتہ چلتا ہے جو داخل شئے
خلقنا و جعلنا جس نے اس نیاد و عالم (تعمیر)
اور تمہارے ہر عالم ترتیب کو پیدا کیا ہے۔ بھائی تاتش
سے منع نہ ہو اور طلب کی حالت پر غور کرو کس طرح
یہ جسم اثیری لندن کی سیر میں مشغول تھا اور ایک
دھاکا ہوتے ہی دفعتاً اپنے جسم عنصری سے ہم آغوش
ہو گیا اُسی طرح ابتدائے امر میں آتما اپنے جوڑ نے
سے قالب میں داخل ہو گئی۔ اب تم بڑے سے جو
کچھ لو ہر روز خواب کی حالت تم پر طاری ہوتی
ہے اور تم نہیں سمجھتے کہ کیا ہوا تو بھلا ان کے پیٹ
میں اس اتصال روح و مادہ کا قضیہ تمہاری سمجھ
میں کیونکر آ سکتا ہے۔ تمہارے اس بیان پر بعض
ناواقف ہندوستانی اخبار نویس متعجب ہیں وہ
سمجھتے ہیں کہ تم نے چیزوں کو ادا جیزی دوسری کو رکھا
لائے مگر ہمارے نزدیک یہ ایک پرانی فرسودہ
چیز ہے جو اکثر میں لکھی جا چکیں۔ کچھ دنوں ہم سے
سیکھو تو تمام اشتباہوں سے بدل جائے۔

اے میری اپدولت علم و اقبال و عزت میں
حضرت ایچ مدظلہ العالی بڑی چیز ہیں غنیمت
سمجھو۔ سیکھ پوچھو پیٹ سے نکل آنے کے بعد
پیدا ہوتی ہے جب دو دن کا کھانا کھایا تھا
یہ نہ کیوں نہ ہو گا؟

راقم ————

فلاسفہ

انجمن عقد بیوگان سیتاپور

اس نام کی ایک انجمن عرصہ سے قائم ہے اور
معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کام بھی کرتی ہے پہلے اس کے
سکریٹری ہمارے دوست مسٹر سید محسن مرزا پرنسپل
انٹرمیڈیٹ کالج کیمبل پور (پنجاب) تھے اب سید
ریاست حسین صاحب جعفری ہیں۔ ایک سالانہ
رپورٹ اور دو پمفلٹ ہمارے پاس بھیجے گئے ہیں
کہ ہم اس بارے میں کچھ لکھیں۔ ہندوستان کے
مسلمان اپنی شرعی روش چھوڑنے کے بعد جب تک

گستردہ زیادہ برے نہ تھے جو سارے مسلمانوں
کو غیریت نے سکھائی ہے وہ نفس پروری دونوں حالتوں
میں آسانی سے موافقت ہو جاتی ہے بیوہ عورت
اپنے شوہر کے انتخاب اور عقد کے باب میں اندرونی
خیرات آزاد ہے یہاں کا عرف و رواج تھا اسکا غلط
رواج کے پیچھے میں گردن پھنسی اور بے طرح پھنسی
مال تال بچے نہیں اور بیوہ کا رنڈاپا لازم میں
سمجھا جاتا ہے خود بیچاریاں خوشی میں نہ بیوہ
ہو جائیں بزرگ لا انسان صاحب۔ اگر گھر میں جوانی لڑکی
فراغت سے میسر ہے تب بھی خوشحالی رنڈاپیاں کی
جنس مفقود۔ ان کی شادی بلا عذر ہی وہ ہے
اندر عشق پیچ کی جھلک ملاوٹ نہیں ہونے دیتا مگر
دیکھنے والوں کا دل اتنا چھوٹا نہیں ہو سکتا کہ کسی
عورت کی اجڑی ہوئی مانگ دیکھ کے ملی دنیا کا اندازہ
نہ کر سکتا ہو۔ ہر لفظ کیسوں پر پرچھائیاں گئی ہیں اور
دیکھنے والے سنتے ہیں۔ اسی خزاں رسیدہ چمن کے
نظارے میں زندگی و دوزن کی تیر ہوتی ہے۔ اور اگر
گھر میں کھانے دانے کو حرص ملال و انتقال کی ہو گر
ہے تو پھر ان ماؤں کی ایذا سے بہت پچھتائی
ہے۔ ان پمفلٹوں میں اس موضوع پر خوب مضامین
درج ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک عقد بیوگان سے زیادہ
ضروری یہ ہے کہ عقد ثانی کی تذلیل سے زن و مرد
کی زبان باز رکھی جائے۔ عورت رضامند ہو جاؤ تو
جو بیوہ صبر نہیں کر سکتی وہ بے شبہ نکاح کر
لیتی ہے۔ اور ادھر اس نے نکاح کیا ادھر نگاہوں سے گری
نگاہوں سے گری اور دین دنیا سے گئی۔ اول تو
شادی کی نہیں سنا سنا کر جینا نہیں اور جو ساتھ ہو لیا
گیا تو اشد رے اور جینے کے طعن و تشنیع کے وہ تیر
پڑتے ہیں کہ غریب کا سینہ چھلنی ہو جاتا ہے سمجھ کے
دسترخوان پر اسکا گزر نہیں ہو سکتا۔ اسکے شوہر ثانی
صاحب جزو خاندان نہیں سمجھے جاتے۔ ان صاحب کے
خیال سے بہت سی بیوائیں عقد کی جرأت نہیں کرتیں
اور وہ سمجھتی ہیں کہ مقدر میں جو لکھا تھا ہو گیا اب
جتنے دن کی زندگی ہے اُسے صبر میں تیر کر دو۔ بھلا
دیکھیے تو سہی پو شرعی اجازت یا حکم کی توہین و تذلیل

نہیں قرار دیا ہے۔ احکام شرعیہ کا ادب ملحوظ رکھنے کے بعد مسلمان ہونے کا دعویٰ قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ تذلیل کی ذمہ داری مردوں کی بہ نسبت سہاگن عورتوں پر زیادہ عاید ہوتی ہے جو اپنی بیکار بیوی پر لطف و ناز کرتے ہوئے دلوں کی جان پر عذاب نازل کرتی رہتی ہیں۔ اگر ان عورتوں کی ذہنی اصلاح سوسائٹی کی کوشش بکار آمد ہوگی۔ بہرحال دعا ہے کہ محسن کے مساعی میں برکت ہو۔ مگر برکت بھی ... نصیب ہے تو اپنے بچے سے جیسا کہ تحریر کر رہے ہیں۔ قوم تو بیچاری پھر بیوہ کا سہاگ کب تک؟

اللہ بچائے اس قوم سے جو اپنے عیوب چھپا کر دوسروں کے عیوب سے جہاں بھر کو بدنام کرتی ہے۔ اعتدال اور میانہ روی اسلام کا خاص ضابطہ ہے یہاں ہر بات میں مبالغہ نظر آتا ہے پردہ ہوگا تو وہ گھر کا بچہ بھی بغیر پردہ کے باہر نہ آئے۔ بے پردگی ہوگی تو بیگم صاحب کو چھوڑ کر پرانا کتاب پڑھا کے صاحب بہادر تھیٹروں میں لے جائیں گے۔ اور دوستوں کے ہاتھوں میں ہاتھ دیکر ناچ نچوائیں گے۔ اخبار قومی مصالح پر جان و مال قربان کرتے ہیں اس کی پیروی ہماری قوم نہیں کرتی اس دوسروں کی بری باتوں پر گرویدہ رہتی ہے ایسی حالت میں برکت کی دعا! فقط

المختصرات

غریب۔ کے نام سے ایک ہفتہ وار ہندی پرچہ ہے۔ مقام اشاعت لکھنؤ شریف ہے جہاں سست اور کاہل لوگ آباد ہیں۔

ہماری عادت ہے بے جانی بوجھی چیز سے تعرض نہیں کرتے مگر مقصد معلوم ہو گیا کہ غریب خود ودان کی حمایت مقصود ہے۔ وہ سکھ ناہیں روح رواں ہے اسداللہ تحسین کے چارہ ہی کیا ہے۔ مرحبا جزاک اللہ۔ کوئی ہندی پڑھا ہو آگیا اور نظر کیا جائے گا۔ بابو پریاگ داس بھارگو بی اے اسکے ایڈیٹر ہیں۔

مثل مشہور ہے ماشاء اللہ میاں اپنے ... کہ خشکا کو بھی سکا تھا پر ان انگریزوں کو خوب ہو چکا ہندوستان میں براج رہے ہیں۔

سائمن صاحب خشکا رخ فرما کے چلے ہوئے۔ اب بھائی جلر صاحب یا مسٹروں میں خشکا کھاتے پھرتے ہیں چند روز ادھر آپ حیدرآباد دکن تشریف لائے اور خشکا اڑاتے رہے تھے اب آپ علت زار

بھی شریک تھے۔ کہنے لگے کہ شکر خدا کا خشکا نے بھی پھر پری لی۔ اس مذہب کی بہت سی باتیں امریکہ والوں کو مرغوب ہیں۔ اس بچارے پسند کئے تو کیا کیجئے۔ مذہب پسند کے قابل ہے تو بسم اللہ مدد کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست۔ ایک شادی کا جاریہ گروست پر کچھ کیسا ہی نہیں ہے۔ وقت حسین آباد میں ایک مشغل کی جگہ خالی ہوئی ہے



۱۲ اے بی ٹیل تم جیسا انڈا چھوڑ کے جاتی ہو ویسا ہی کچھ ہوگا۔ کیڑا اندر ہی اندر پک کے نکل جائے گا
(لارڈ ارون کا جواب اور سر سائمن کا پیام ۳۱ مارچ سنہ ۲۹ء)

کی جیثیت ظریفوں میں خشکہ زعفران اور مشک کے خشکا بہتر ہے جس بچارے بھی ضرور ہوگی کیا معنی کہ یہ ایک مسکن اور دانش ریکان چیز ہے۔ اور دورہ مل گیا تو واہ پھر تو قوت بھی پیدا ہوگی۔ تحفۃ نے ان کے واسطے ایسا پر نظیر ہم انتخاب کیا ہے کہ سائمن صاحب کو رشک ہوا ہوگا۔ بی طرہ بائی کی خدمت میں۔ تقریب میں دیکھ کر ہی آیا

محمد علی شاہ مرحوم کی اولاد میں سے معلوم نہیں کتنے آدمیوں نے تقرر کی درخواست دی۔ اس سے وارثان میں بہت سے نواب محمد علی مرزا بی اے کا نام باعتبار حسب و نسب زیادہ مرجح نظر آتا ہے۔ بہ صورت ایک نوجوان گریجویٹ ہونے کے علاوہ ذاتی آمدنی بھی رکھتے ہیں۔ مگر خدائی عنایت سے کھڑکے اوقات میں شاہی کو دخل دینے کا حق نہیں ہمیشہ جیسا چاہیں بنا ہوگا۔

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کے تیار کردہ تیر بہدف ادویہ

طلائے عنبر ...

قیمت فی بکس

۴۰ خوراک (...

بادام عنبری روغن خاص الخاص

فی بوتل پانچ روپیہ (۵)

تین بوتل کے خریدار کو ایک گلاس ... مفت

طلائے ...

قیمت فی شیشی

آٹھ روپیہ ...

حب یاقوت مقوی و ممسک

قیمت فی بکس ۴۰ خوراک مع

محصول ڈاک پانچ روپیہ (۵)

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس الاطبا سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے

فرمائش کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے — منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

فہرست کلاں مفت طلب فرمائیے

نایاب اور بیش بہا تحفہ

نین شیشی کے خریدار کو محصول معاف

... حکیم سید ... نواب ... بیت الشفا ... (۴)

سچا ہمدم دلی دوست

وید شاستری جام نگر کاٹھیاوار

ایجنٹ امر چند ... چوک لکھنؤ

پری مہک تیل

... مثال ... منگا ... اور آزمائش کیجئے

مختار احمد ... موجود ہے

مجلدات اودھ پنچ ۲۶ — ۱۹۳۲ء

... قیمت فی جلد ... مع محصول

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو ...

دو رنگی کیسری ...

بال سفا ...

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب — بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ امر چند لکھنؤ

شاعری جزو لیست اردو نثری

[illegible]

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذاے روحانی

معارف النغمات

لیجئے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

سیاحت ظریف

لیجئے

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا

منظوم سفرنامۂ عراق

[illegible]

المشتہر مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

شرائط ایجنسی

[illegible]

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

لیجئے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین نقل کیگئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے اصول سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھدیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ہو اور ایک ستار یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر شاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا - فی الحقیقت مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے - حصہ دوم نہایت مقبول ہوا - تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایۂ ناز اسمین موجود ہے - قیمت فی جلد ... حصہ اول کی ... فی جلد - محصول ڈاک ہر حال ذمہ خریدار -

المشتہر مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

لطف حیوۃ کے استعمال کا بہترین زمانہ موسم سرما ہے - صفحہ ۱۲ و ۱۳ کے درمیان لیتھو پر اشتہار ملاحظہ ہو -